

بحث و نظر

مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

مفتی و مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

سادات اور بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینے کی شرعی حیثیت

زکوٰۃ وہ اہم عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے مالدار افراد کے ذمے مقرر کی ہے کہ وہ اپنے مال سے ڈھائی فیصد سالانہ کے حساب سے مال نکال کر غرباء اور مساکین میں تقسیم کریں، تاکہ غریب لوگ اس مال سے اپنی ضروریات پوری کر سکیں، اور اس کے علاوہ شہری نظم و نسق چل سکے۔ امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ الباقیہ میں فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ کی فرضیت میں بنیادی مصلحت یہ ہے کہ جہاں ضعفاء اور حاجتمند لوگ جمع ہوں ان کی ہمدردی اور اعانت کی جائے اور اگر ان کی اعانت اور ہمدردی کا یہ طریقہ اور سنت رائج نہ ہو تو وہ سب بھوک سے ہلاک ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ شہروں کا نظام مال پر قائم ہوتا ہے۔ اور ان شہروں کی حفاظت کے ذمہ دار اور وہاں کے مدبرین و منتظمین اپنی ان مشغولیات اور ذمہ داریوں کی وجہ سے کوئی باقاعدہ ذریعہ معاش اختیار نہیں کر سکتے۔ ان کی معیشت کا انحصار بھی اسی پر ہوتا ہے۔ (بحوالہ ارکان اربعہ) چونکہ یہ سارے انتظامات صرف زکوٰۃ سے پورے نہیں ہو سکتے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے علاوہ بھی صاحب ثروت افراد پر کچھ مزید حقوق صدقات واجبہ اور صدقات نافلہ کی شکل میں مقرر فرمائیں تاکہ قدرت کا یہ نظام چلتا رہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس میں انسان کو آزاں نہیں چھوڑا بلکہ اس کے لئے کچھ حد و مقرر کئے اور اس کو پابند قرار دیا کہ صاحب ثروت ان اموال کو کن کن مصارف میں خرچ کرتا ہے؟

صدقات نافلہ میں اگرچہ اللہ تعالیٰ نے امیر و غریب، خان و نواب، شاہ و گدا اور اپنے پرانے کی کوئی قید نہیں لگائی، بلکہ اس کو دینے والے کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے کہ جہاں چاہے خرچ کرے، وہ اس باب میں خود مختار ہے کہ اگر وہ چاہے تو نفلی صدقہ، اپنے اصول و فروع اور رشتہ داروں میں خرچ کرے اور اگر چاہے تو دوسرے فقراء و مساکین اور حاجتمندوں میں صرف کرے۔ چونکہ نفلی صدقات کے خرچ کرنے پر کوئی پابندی نہیں اس لئے عام رجحان اور اکثریتی رائے کے مطابق دوسرے لوگوں کی طرح بنو ہاشم اور سادات کو بھی صدقات نافلہ دینا صحیح ہے۔ علامہ بدرالدین عینی نے لکھا ہے کہ واما الصدقة على وجه الصلة والتطوع فلا باس وجوز بعض المالكية صدقة

التطوع لهم وعن احمد روايتان وعند الشافعية فيها وجهان (عمدة القارى

۸۱/۹) نفلی صدقہ یا صلہ کو اللہ تعالیٰ نے سادات کو بھی دینا صحیح قرار دیا ہے۔ بعض مالکیہ نے بھی ان کے لئے

مدقہ نفل دینے کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، امام احمدؒ سے اس بارے میں دو روایات منقول ہیں۔ اور شافعیہ کے ہاں بھی دو ایسے پائی جاتی ہیں، البتہ زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ کیلئے مصارف کا تعین فرمایا گیا ہے، جن کی تعداد آٹھ ہے۔ چنانچہ حورۃ تویہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

نما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملین علیہا والمولفۃ قلوبہم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ واللہ علیم حکیم (الایۃ)
ترجمہ: بیشک صدقات (واجبہ) تو صرف غریبوں محتاجوں، کارکنوں کا حق ہے جو ان پر مقرر ہیں، نیز ان کی دلبوئی منظور ہے۔ گردنوں (کے چھڑانے) میں قرضداروں (کے قرضہ ادا کرنے) میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافر (کی امداد) میں یہ (سب) فرض ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ بڑے علم والا اور حکمت والا ہے۔

یعنی تمام تر زکوٰۃ اور صدقات واجبہ صرف ان مصارف کو دی جائے گی، ان کے علاوہ کسی مالدار یا اپنے اصول و فروع وغیرہ کو نہیں دیا جائے گا۔ اگرچہ ان مصارف میں سے بعض کو مصرف ہونے سے خارج کر دیا گیا ہے مؤلفہ کو زکوٰۃ:

جیسا کہ المولفۃ قلوبہم اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے اکثر کی رائے یہ ہے کہ پہلے ان کو صرف زکوٰۃ تالیف قلب کے لئے دیا جاتا تھا، اس لئے کہ اسلام اس وقت کمزور تھا اور اب چونکہ اسلام کا غلبہ ہو چکا ہے اور اسلام پوری قوت اور طاقت کے ساتھ دنیا پر پھیل چکا ہے لہذا اب اس مصرف کی ضرورت نہیں رہی، اس لئے یہ لوگ مصرف زکوٰۃ سے خارج ہو گئے، اس کے علاوہ ان حضرات کا یہ بھی کہنا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرات صحابہ کرامؓ کے سامنے اور انکے ہوتے ہوئے مذکورہ لوگوں کو زکوٰۃ نہیں دی۔ صحابہ کرامؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے اس عمل پر خاموش رہے تو گویا اس پر صحابہ کا اجماع سکوتی واقع ہوا، اور بعض دوسرے فقہاء کرام کی رائے یہ ہے کہ مؤلفۃ القلوب اب بھی مصرف زکوٰۃ ہے، ان کو زکوٰۃ دی جائے گی۔

اس سلسلہ میں قاضی ابو بکر ابن العربیؒ کی رائے کچھ زیادہ دل کو لگنے والی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ ”میری رائے یہ ہے کہ اگر اسلام کو غلبہ و اقتدار حاصل ہو تو پھر تو ان کی ضرورت نہیں، لیکن اگر کسی وقت اس کی ضرورت محسوس ہو جائے تو ان کو اس طرح دینا چاہیے جس طرح آنحضرت ﷺ نے دی ہے، اس لئے کہ حدیث صحیح میں ہے: بدء الاسلام غریباً و سيعود غریباً کما بدء (احکام القرآن ص ۳۸۵ بحوالہ ارکان اسلام ص ۱۵۴)

تو گویا زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ کی فرضیت کا حکم اللہ تعالیٰ نے غریب محتاجوں اور مساکین کی بھلائی اور ان کی حاجت روائی کے لئے مالدار افراد کو دیا ہے۔ چونکہ زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ کے مصارف اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمائیں ہیں اس لئے بعض افراد کو غریب اور مالدار ہونے کے باوجود زکوٰۃ کے مصرف ہونے سے ساقط کر دیا گیا ہے۔

مثلاً غیر مسلموں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اگرچہ وہ فقیر محتاج اور ناتواں کیوں نہ ہوں۔ اس طرح اپنے اصول و فروع کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اگرچہ وہ غربت و افلاس کی زندگی بسر کر رہے ہوں، غلام اور شوہر اور اپنی بیوی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اگرچہ ان کی زندگی مسکنت سے دوچار ہو تو اسی طرح بنو ہاشم اور سادات بھی ظاہر الروایۃ کے مطابق زکوٰۃ کے مصرف ہونے سے خارج ہیں۔ ان کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

چنانچہ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں ولای دفع الی بنی ہاشم (الحدایۃ ص ۲۳۴) اور بنی ہاشم کو زکوٰۃ نہیں دی جائے گی۔ اس لئے کہ ان لوگوں کو آنحضرت ﷺ کے قرب کی وجہ سے ایک خاص مقام حاصل ہے، یہ لوگ عزت و احترام کے مستحق ہیں، ان کو اداساںخ الناس لینے دینے سے مستغنی گردانا چاہیے مگر بعد میں چونکہ حالات تبدیل ہو چکے تو کیا اب بھی ان کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں؟ یہی ہمارا موضوع بحث ہے۔

سادات اور بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینے کا مسئلہ:

سادات اور بنو ہاشم کے غریب و نادار اور حاجتمندوں کو زکوٰۃ دینے کا مسئلہ زمانہ قدیم سے مختلف فیہا چلا آ رہا ہے۔ اکثریت کی یہی رائے ہے کہ سادات اور بنو ہاشم کو کسی بھی صورت میں زکوٰۃ دینا اور ان کیلئے لینا جائز نہیں۔ علامہ ابن قدامہؒ نے تو اس پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے: فرماتے ہیں کہ لانعلم خلافاً فی ان بنی ہاشم لاتحل لہم الصدقة المفروضة (المغنی ۵/۱۹۲) کہ ہمیں بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ کی حرمت میں کسی کے اختلاف کا کوئی علم نہیں

اور یہی بات علامہ بدرالدین عینیؒ نے الايضاح کے حوالے سے ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: ففی الايضاح الصدقات الواجبات کلہا علیہم لاتجوز باجماع الائمة الاربعة (البنایہ شرح الحدایہ ص ۲۰۳) ايضاح میں ہے کہ تمام تر صدقات واجبات بنو ہاشم کے لئے باتفاق ائمہ اربعہ حلال نہیں ہے۔
بنو ہاشم کون ہیں؟:

لیکن اصل مسئلہ کے بیان سے قبل اس بات کی وضاحت زیادہ ضروری ہے کہ بنو ہاشم کون ہیں؟ کیا بنو ہاشم کی تمام شاخوں پر صدقات واجبات حرام ہیں یا بعض شاخوں پر؟ تو اس بات کی وضاحت کے لئے عرض ہے کہ بنو ہاشم سے ہاشمی خاندان کی تمام شاخیں مراد نہیں بلکہ حرمت کے اس حکم میں حنفیہ کثر اللہ سوادہم کے ہاں صرف پانچ شاخیں داخل ہیں اور بقیہ شاخوں کے لئے صدقات واجبات حلال ہیں علامہ ابن ہشیرؒ الافاض میں فرماتے ہیں:

اتفقوا علی ان الصدقة المفروضة حرام علی بنی ہاشم وهم خمس بطون آل عباس، آل علی، آل جعفر، آل عقیل و آل الحارث بن عبد المطلب (خ) علیہم السلام

۹۹/۳ علماء کا اس پر اتفاق © rasailojaraid.com وہ پانچ ہیں:

(۱) آل عباس (۲) آل علی (۳) آل جعفر (۴) آل عقیل (۵) آل حارث بن عبدالمطلب۔

علامہ ابن عابدینؒ نے اس تعین کو اور بھی تفصیل سے بیان فرمایا ہے کہ عبدمنافؑ آنحضرت ﷺ کے چوتھے درجہ میں اب اعلیٰ ہیں ان کے چار بیٹے تھے ہاشم، مطلب، نوفل، عبدشمس اور پھر ہاشم کے بھی چار بیٹے تھے جن میں آنحضرت ﷺ کے دادا عبدالمطلب بھی تھے ہاشم کے تین بیٹوں کی نسل منقطع ہو گئی تھی، سوائے عبدالمطلب کے، کہ ان کے بارہ بیٹے تھے اور ان میں سے ہر ایک کی اولاد کو اگر مسلم اور فقیر ہو زکوٰۃ دینی جائز ہے، سوائے حضرت عباس، علی، جعفر، عقیل، اور حارث بن عبدالمطلب رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی اولاد کے (بخاری ج ۱ ص ۹۹۳) تو اس سے معلوم ہوا کہ احناف کے ہاں بنو ہاشم سے تمام شاخیں مراد نہیں بلکہ مذکورہ بعض شاخوں پر زکوٰۃ حرام ہے۔

عبدالمطلب کی دوسری اولاد پر زکوٰۃ:

گویا امام ابو حنیفہ کے ہاں عبدالمطلب کی دوسری اولاد کے لئے زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ جائز ہے۔ اگرچہ وہ بنو ہاشم کی نسبت میں داخل ہیں۔ اس لئے علامہ ابن الہمامؒ فرماتے ہیں: فخرج ابو لہب بذالک حتی: يجوز الدفع الى بنیه لان حرمة الصدقة لبني هاشم كرامة من الله تعالى لهم ولذریتهم حيث نصر واه عليه الصلوة والسلام فی جاهلیتہم واسلامہم و ابو لہب کان حریصاً علی اذی النبی فلم یستحقها بنوہ (فتح القدیر ۲/۳۱۲)

اس تصریح سے ابو لہب حرمت زکوٰۃ کی فہرست سے خارج ہوا اس لئے اس کی اولاد کو زکوٰۃ اور دیگر صدقات دینا جائز ہے۔ بنو ہاشم کے لئے صدقہ واجبہ کی حرمت اللہ کی طرف سے ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے اکرام و اعزاز کی وجہ سے ہے اس لئے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں میں آنحضرت ﷺ کی مدد کی تھی اور آپ ﷺ کے لئے تکالیف برداشت کیں، مگر ابو لہب آپ ﷺ کو ایذا رسانی کے درپے رہا، اس لئے اس کی اولاد اس اعزاز کی مستحق نہیں ٹھہری۔

ہاں امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک عبدالمطلب کی تمام اولاد کے لئے بھی زکوٰۃ منع ہے۔ اگرچہ وہ ابو لہب کی اولاد کیوں نہ ہو۔ اور یہی بات امام احمد بن حنبلؒ کے ہاں رائج ہے۔

صاحب کشف القناع لکھتے ہیں: فدخل فیہم آل عباس ابن عبدالمطلب وال جعفر وال عقیل وآل علی بنی ابی طالب بن عبدالمطلب وال حارث بن عبدالمطلب وآل لہب (کشف القناع ۳۲۹/۲)

آل عباس بن عبدالمطلب، آل جعفر، آل عقیل، آل علی جو حضرت ابوطالب کے بیٹے ہیں اسی طرح حارث بن عبدالمطلب کے آل اور اسی طرح

حنفیہ کے مذہب پر اعتراض:

حواشی سعیدیہ میں حنفی رائے پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ احادیث مبارکہ میں بنو ہاشم پر زکوٰۃ کی حرمت مذکور ہے، اور ابولہب کی اولاد بھی بنو ہاشم میں داخل ہے اس لئے کہ ان کا سلسلہ نسب بھی ہاشم کے ساتھ جاملتا ہے۔ مگر امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ابولہب کی اولاد کو صدقہ دینا جائز ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟ اس اعتراض کے جواب میں علامہ عمرو بن نجیمؒ فرماتے ہیں:

اقول قال فی النافع بعد ذکر بنی ہاشم الامن ابطال النص قرابۃ یعنی بہ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لا قرابۃ بینی و بین ابی لہب فانہ آثر علینا الافجریٰ و هذا صریح فی انقطاع نسبتہ، عن ہاشم۔ (المحرر الفائق ۱/۳۶۶)

میں کہتا ہوں کہ النافع میں بنی ہاشم کے ذکر کے بعد لکھا ہے کہ ابولہب کی قرابت کو نص سے ختم کیا گیا ہے اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری اور ابولہب کے مابین کوئی قرابت نہیں انہوں نے ہم پر گناہوں کو ترجیح دی ہے اور یہ ابولہب کا ہاشمی نسب سے انقطاع پر صریح دلیل ہے۔

سادات پر زکوٰۃ کی حرمت کی وجہ:

سادات کے لئے زکوٰۃ کی حرمت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان ہذہ الصدقات انما ہی اوساخ الناس وانہا لاتحل لمحمد ولا لآل محمد (رواہ مسلم، مشکوٰۃ المصابیح باب من لاتحل لہ الصدقة الفصل الاول ۱/۵۰۷) کہ صدقات لوگوں کے اموال کا میل کچیل ہے اس لئے یہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لئے حلال نہیں اور اس کے عوض رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے مال غنیمت کے خمس میں پانچواں حصہ مقرر فرمایا جو ان کو ملتا رہا لان النبی ﷺ قال یا بنی ہاشم ان اللہ تعالیٰ حرم علیکم غسالۃ الناس و اوساخہم و عوضکم منہا بخمس الخمس (حاشیہ الکوکب الدرۃ ۱/۲۳۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے بنی ہاشم بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں پر لوگوں کا میل کچیل حرام کیا ہے اور اس کے عوض تمہیں خمس کا پانچواں حصہ دیا ہے۔

تاکہ یہ لوگ عزت، عظمت و اہمیت کی ممتاز زندگی بسر کریں۔ اور مخلوق کے احتیاج سے بچتے رہیں، مگر جب رسول اللہ ﷺ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے اور اس کے بعد بنو ہاشم کو خمس کا پانچواں حصہ ملنا بند (منقطع ہو گیا) تو بعض فقہاء کرام نے بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینے کا فتویٰ دے دیا۔ بلکہ بعض ائمہ اربعہ سے بھی عدم خمس الخمس کی وجہ سے سادات کو زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ دینے کے جواز کی اراء منقول ہوئیں۔ مگر اس تفصیل کو سمجھنے کے لئے ائمہ اربعہ

اور ان کے مذاہب کے دوسرے علماء و مفتیان اور ماہرین کے نقطہ نظر و رجحان اور اس پر ایک نظر ڈالنا ضروری ہے۔

سادات کو زکوٰۃ کے بارے میں زید یہ کا مذہب:

لہذا سادات اور بنو ہاشم کو زکوٰۃ و دیگر صدقات واجبہ کے مسئلہ کے بارے میں جملہ مذاہب میں سب سے زیادہ سخت مذہب زید یہ کا مذہب ہے ان کے ہاں ہاشمین کے لئے مردار کھانا تو جائز ہے مگر زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔ علامہ در یوسف قرضاوی لکھتے ہیں۔ و اشد المذاهب فی ذالک ہو مذہب الزیدیۃ الذین لم یجوزوا الزکوٰۃ من الهاشمی لمثلہ علی المعتمد عندهم۔ وجعلوا اکل المیتۃ للهاشمی مقدما علی اخذ الذکوٰۃ۔ قالوا فان کان تناول المیتۃ یضرہ اخذ من الزکوٰۃ علی سبیل الاستقراض و یرد ذالک متی أمکنہ (فقہ الزکوٰۃ ۴۳۱/۲)

کہ جملہ مذاہب میں سب سے زیادہ سخت مذہب زید یہ کا ہے ان کے ہاں معتمد قول کے مطابق ہاشمی کیلئے اپنے ہم جنس ہاشمی سے زکوٰۃ لینا بھی جائز نہیں انکے ہاں ہاشمی کیلئے مردار کھانا زکوٰۃ لینے پر مقدم ہے انکا کہنا ہے کہ اگر کسی ہاشمی کو مردار کھانا باعث تکلیف ہو تو وہ زکوٰۃ قرض کے طور پر لے گا اور جب ممکن ہو قرضہ مذکورہ کو واپس کر دے گا۔ البتہ مذاہب اربعہ میں اس بارے میں مختلف اقوال و نقطہ نظر متعلقہ مذاہب کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

مالکیہ اور سادات کو زکوٰۃ دینا:

لہذا مذاہب اربعہ میں مالکیہ کے ہاں اس بارے میں مختلف اقوال پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ حافظین جلیلین (علامہ عینی اور علامہ ابن حجر) نے لکھا ہے کہ للمالکیۃ فی اعطائهم اربعۃ اقوال الجواز، المنع، ثالثھا یعطون من التطوع دون الواجب رابعھا عکسہ (عمدة القاری ۸۱/۹ فتح الباری ۲۷۶/۳) کہ مالکیہ کے ہاں بنو ہاشم کو صدقہ دینے کے بارے میں چار اقوال ہیں (۱) مطلقاً جواز (۲) مطلقاً منع (۳) نفی صدقات کا جواز واجبات کا عدم جواز (۴) اور اس تیسری رائے کے برعکس اگرچہ انکا مشہور قول یہ ہے کہ ان کے ہاں صدقات واجبہ اور صدقات نافلہ دونوں ہی بنو ہاشم کے لئے جائز نہیں (الجامع لاحکام القرآن)

مگر بعض مالکیہ نے خمس الخمس باقی نہ رہنے کی وجہ سے بنو ہاشم کو زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ و نفلیہ کے جواز کا فتویٰ دیا ہے علامہ عینی فرماتے ہیں۔ وقال الابھری المالکی یحل لھم فرضھا ونفلھا (عمدة القاری ۸۱/۹) کہ علامہ ابھری مالکی فرماتے ہیں کہ بنو ہاشم کے لئے فرض زکوٰۃ اور نفلی صدقہ دونوں حلال ہیں۔ بلکہ علامہ صاوی نے امام مالک سے یہ قول نقل کیا ہے فرماتے ہیں۔ وعند مالک الذی تحرّم علیہم الزکوٰۃ بنو ہاشم فقط وهذا ان کان حقہم من بیت المال جاریا ولا ھم اولی من غیرہم فاعطاء ھم اسهل من خدمة الذمی والفاجر (تفسیر صاوی ۱۰۰۲) کہ امام مالک کے ہاں بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ اس وقت تک حرام ہے جب تک ان کو بیت المال سے ان کا حق ملنا ہو ورنہ ان کو زکوٰۃ دینا دیگر افراد کو زکوٰۃ دینے سے

اولیٰ ہے اس لئے کہ وہ لوگ اس وجہ سے کسی غیر مسلم اور فاسق و فاجر انسان کی خدمت سے بچ سکتے ہیں۔
اور علامہ یوسف قرضاوی نے حاشیہ الصاوی و فتح اعلیٰ المالک کے حوالہ سے لکھا ہے۔

قال بعض المالکية: محل عدم اعطاء بنی ہاشم اذا أعطوا اما يستحقونه من بیت المال فان لم يعطوه و اضر بهم الفقرا عطوا منها و اعطاء هم افضل من اعطاء غیرهم (فقہ الزکوٰۃ ۷۳۲/۲)

بعض مالکیہ کا کہنا ہے کہ بنو ہاشم کو عدم جواز زکوٰۃ کی صورت اس وقت تک ہے جب تک ان کو اپنا حق بیت المال سے ملتا ہو اور اگر نہیں ملتا ہو اور ان کے لئے مد مخصوص کا نہ ملتا ضرر رساں ہو تو ان کو زکوٰۃ دینا دوسروں کو زکوٰۃ دینے سے افضل ہے اور یہی بات علامہ دسوقی مالکی نے فرمائی ہے: ڈاکٹر وہب زحیلی لکھتے ہیں:

كما قال الدسوقي المالکی حينئذ فضل من اعطاء غیرهم (لفقہ الاسلامی وادلتہ ۸۸۴/۲)
کہ اس وقت بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا دوسروں کو زکوٰۃ دینے سے زیادہ افضل ہے، گویا ان کے ہاں عدم شمس الخمس کی صورت میں سادات کو زکوٰۃ کا دینا دیگر غرباء و مساکین کو زکوٰۃ دینے سے افضل ہے اگرچہ بعض مالکیہ کے ہاں یہ جواز اس وقت ہے جب ان پر ایسی حالت آجائے جس میں ان کو مردار کھانا مباح ہو گیا ہو یعنی جس طرح مردار کی حرمت باقی رہتے ہوئے حالت اضطرار میں ضرورت کے تحت اس کا کھانا مباح ہو جاتا ہے تو اس طرح سادات و بنو ہاشم کو زکوٰۃ بھی اس کا اپنا حکم حرمت باقی رہتے ہوئے حالت اضطرار اور مجبوری میں دینا جائز ہے چنانچہ ڈاکٹر یوسف قرضاوی صاحب لکھتے ہیں:

وقيد بعضهم جواز هذا الاعطاء بحال الضرورة وهي الحال التي يباح لهم فيها أكل الميتة ومعنى هذا التعبير ان التحريم باق وانما جاز للضرورة كمائر المحرمات (فقہ الزکوٰۃ ۷۳۲/۲) کہ بعض مالکیہ نے اس جواز کو اسی حالت کے ساتھ مقید کیا ہے جس حالت میں ان کے لئے مردار کا کھانا حلال ہو گیا ہو انکی اس تعبیر کا مطلب یہ ہے کہ تحریم کا حکم تو باقی رہے گا اگرچہ ضرورت کی وجہ سے زکوٰۃ لینا جائز ہے جیسا کہ تمام محرمات کا حکم ہے۔

سادات کو زکوٰۃ اور شوافع:

شوافع کے ہاں بھی اس بارے میں دو قسم کے اقوال پائے جاتے ہیں مشہور اور معروف قول یہ ہے کہ بنو ہاشم کو زکوٰۃ اور صدقات واجبہ دینا جائز نہیں البتہ بعض شوافع کا کہنا ہے کہ جب سادات اور بنی ہاشم کے لئے خمس الخمس جو ان کا مد مخصوص ہے باقی نہ رہے تو اس مجبوری کے تحت ان کے لئے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ (فتح الباری ۲۷۶/۳)

اور اس پر امام فخر الدین رازی نے فتویٰ دیا ہے امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے لکھا ہے ومنہا (ای
© rasailojaraid.com
من المسائل التي افتى العلماء على خلاف المذهب) دفع الزکوٰۃ الى

الاشراف العلویین افتی فخر الدین الرازی من الشافعیة بجوازہ فی ہذہ
الازمنہ حین منعوا اسہمہم من بیت المال وضر بہم الفقر (عقد الجید ۵۰) جن مسائل میں
علماء نے خلاف مذہب فتویٰ دیا ہے ان میں ایک یہ بھی ہے کہ سیدوں کو زکوٰۃ دینی جائز ہے کہ شوافع میں امام فخر الدین
رازی نے فتویٰ دیا ہے کہ جب ان کو خمس بیت المال سے نہیں ملتا ہو اور وہ فقیر ہوں تو ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

اور اسی طرح امام ابوسعید الاطرشی الشافعی فرماتے ہیں قال الاضطحری ان منعوا الخمس
جائز صرف الزکوۃ الیہم۔ (عمدۃ القاری ۸/۹) اگر ان کو خمس ان سے منع کیا گیا تو ان کے لئے زکوٰۃ لینا جائز
ہے۔ اور علامہ ابن تیمیہ نے بھی امام الاطرشی سے یہی قول نقل کیا ہے کہ موجودہ حالات میں بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ لینے
کی اجازت ہے (فتاویٰ شیخ الاسلام ۲۵۶/۴) اور اسی پر امام غزالی کے شاگرد محمد بن یحییٰ الشافعی بھی فتویٰ دیا کرتے تھے
وذكر السنوی عن الرافعی ان محمد بن یحییٰ صاحب الغزالی کان
یفتی بهذا (فتاویٰ الزکوۃ ۲/۲۵) امام نوری نے علامہ رافعی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام غزالی کے شاگرد (محمد بن یحییٰ
) بھی اسی پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور علامہ تقی الدین فرماتے ہیں قال الشیخ تقی الدین ایضاً
ویجوز لبنی ہاشم الاخذ من الهاشمین (کشاف القناع ۲/۳۳۰) شیخ تقی الدین نے بھی فرمایا ہے
کہ ہاشمی کے لئے ہاشمیوں سے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ گویا شوافع کے ہاں بھی بعض فقہاء کے اقوال کے مطابق سادات
اور بنو ہاشم کو خمس ان سے نہ ملنے کی صورت میں زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

حنابلہ اور بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ:

فقہاء حنبلیہ بھی اس بارے میں دو طرح کی رائے رکھتے ہیں اگرچہ انکے ہاں بھی عموماً یہی فتویٰ ہے کہ
سادات اور بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ جائز نہیں مگر شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ حنبلی نے مخصوص نہ
ہونے کی وجہ سے سادات کو زکوٰۃ لینے کے جواز کا فتویٰ دیا ہے فرماتے ہیں۔ بنو ہاشم اذا منعوا من
خمس الخمس جائز لہم الاخذ من الزکاۃ وهو قول القاضی یعقوب وغیرہم من
اصحابنا وقالہ ابو یوسف والاضطحری من الشافعیۃ لانہ محل حاجۃ وضرورۃ
(فتاویٰ شیخ الاسلام ۲۵۶/۴) اگر بنو ہاشم کو خمس ان سے منع کیا جائے تو پھر ان کو زکوٰۃ لینا جائز ہے یہ قاضی یعقوب
اور بعض دوسرے حنابلہ کی رائے ہے اور اسی پر امام قاضی ابویوسف حنفی اور علامہ اطرشی شافعی نے اپنی رائے دی ہے
اسلئے کہ یہ حاجت اور ضرورت کا مقام ہے۔

اور یہی قول علامہ منصور بن یونس بن ادریس البھونی الحنبلی لکھتے ہیں (واختار الشیخ وجمع)
مثم القاضی یعقوب وغیرہ من اصحابنا وقالہ ابو یوسف والاضطحری من

الشافعية (جواز أخذهم ان منعوا الخمس) لانه محل حاجة وضرورة (كشاف القناع ۳۴۰/۲) کہ شیخ اور ایک جماعت جن میں قاضی یعقوب اور بعض اپنے مذہب کے دوسرے ائمہ اور ابو یوسف اور الاطرشی شافعی شامل ہیں نے بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینے کے جواز کو اختیار کیا ہے بشرطیکہ ان کو خمس نہ ملتا ہو اس لئے کہ یہ ضرورت اور حاجت کا مقام ہے۔

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے شاگرد رشید علامہ ابن قیم الجوزی الحنبلیؒ بھی اسی کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں: قلت وقد ذهب بعض الفقهاء إلى انهم يجوزون لهم الاخذ من الزكاة مطلقاً اذا منعوا حقهم من الخمس وافتى به بعض الشافعية (بدائع الفوائد ۱۳۵/۳) میں کہتا ہوں کہ بعض فقہاء کرام کی رائے یہ ہے کہ بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ لینا جائز ہے بشرطیکہ ان کو خمس نہ ملتا ہو اور اسی پر بعض شوافع نے بھی فتویٰ دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حنابلہ کے بعض فقہاء کرام بھی ضرورت کے تحت خمس الخمس نہ ملنے کی صورت میں سادات کو زکوٰۃ دینے کے جواز کے قائل ہیں۔

بنو ہاشم کو زکوٰۃ اور مذہب حنفی:

مذہب ثلاثی کی طرح علماء احناف سے بھی اس بارے میں مختلف قسم کی روایات منقول ہیں:

(۱) ایک رائے یہ ہے جو اکثریت رائے اور ظاہر الروایۃ ہے کہ بنو ہاشم اور سادات کے لئے مطلقاً زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ لینا جائز نہیں اگر ان کو باوجود علم کے زکوٰۃ دی جائے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ اور اسی روایت کو صاحب ہدایہ اور دوسرے اصحاب متون فتاویٰ اور شراح نے رائج قرار دے کر اس کو مفتی بہ کہا ہے۔

علامہ مرغینانیؒ فرماتے ہیں: ولا يدفع الي بني هاشم لقوله عليه السلام يا بني ان الله تعالى حرم عليكم غسالة الناس وواساخهم وعوضكم منها بخمس الخمس بخلاف التطوع (الهدایۃ علی صدر البناۃ ۲۰۳/۲) کہ زکوٰۃ کا مال بنو ہاشم کو نہیں دیا جائے گا اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اے بنو ہاشم بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر لوگوں کے میل کچیل حرام قرار دیا ہے اور اس کے عوض تمہیں خمس الخمس دیا ہے اور علامہ عینیؒ نے الایضاح کے حوالہ سے لکھا ہے وفي الايضاح الصدقات الواجبات كلها عليهم لاتجوز باجماع الائمة الاربعة (البناۃ شرح الہدایۃ ۲۰۳/۲)

اور ایضاح میں ہے کہ بنو ہاشم کے لئے تمام تر صدقات واجبہ باجماع ائمہ اربعہ ناجائز ہیں اور عمدۃ القاری میں لکھا ہے وفي شرح القدوری الصدقة الواجبة كالزكاة والعشر والنذور والكفارات لاتجوز لهم (عمدۃ القاری ۸۱/۹) قدوری کی شرح میں لکھا ہے کہ ”صدقہ واجبہ جیسے زکوٰۃ، عشر، نذر اور کفارات یہ سب بنو ہاشم کے لئے ناجائز ہیں۔“

© rasailojaraid.com

(۲) دوسری رائے یہ ہے کہ اس زمانے میں جب خمس النخس جوان کو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں زکوٰۃ کے عوض ملا کرتا تھا ختم ہو چکا ہے اس لئے اب ان کو زکوٰۃ اور دیگر صدقات دینا جائز ہے یہ روایت امام ابو عاصمہؒ نے امام اعظم ابو حنیفہؒ سے نقل کی ہے۔

وعن الامام انه يجوز لبني هاشم في زمانه لان لهم في عوضها خمس الخمس ولم يصل اليهم (مجمع الانهر ۲۳۱) کہ اب اس زمانہ میں بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اس لئے کہ ان کو زکوٰۃ کے عوض خمس النخس مقرر ہوا تھا وہ ان کو اب نہیں ملتا۔

اور علامہ عینیؒ نے لکھا ہے کہ وروی ابو عاصمہ عن ابی حنیفہ انه يجوز دفع الزکوٰۃ الى الهاشمی وانما كان لا يجوز في ذالك الوقت لسقوط خمس الخمس (البنایہ شرح الہدایہ ۲۰۳/۴)

امام ابو عاصمہؒ امام ابو حنیفہؒ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اس لئے کہ خمس النخس اس وقت ساقط ہو چکا ہے۔

اور امام ابو جعفر طحاویؒ نے بھی امام ابو حنیفہؒ سے یہی نقل کیا ہے علامہ بدر الدین عینیؒ فرماتے ہیں: وفی شرح الاثار وعن ابی حنیفہ لاباس بالصدقات کلھا علی بنی ہاشم شرح الاثار میں امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ بنو ہاشم کو تمام تر صدقات دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اور اس طرح امام طحاویؒ نے امام ابو یوسفؒ سے بھی یہی قول نقل کیا ہے۔

حدثنی سلیمان بن شعيب عن ابيه عن محمد عن ابی یوسف عن ابی حنیفہ فی ذالك مثل قول ابی یوسف (شرح معانی الاثار ۳۳۳/۱) مجھے سلیمان بن شعیب نے روایت کیا انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے امام محمد سے انہوں نے امام ابو یوسف انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے امام محمد سے انہوں نے امام ابو یوسف سے انہوں نے امام ابو یوسفؒ کی طرح جواز کا قول نقل کیا ہے۔

اور آپؒ (امام طحاویؒ) نے امالی کے حوالہ سے بھی امام ابو یوسفؒ سے یہی رائے نقل کی ہے۔ (شرح معانی الاثار ۳۳۳/۱) اور اسی کو امام ابو طحاویؒ نے ترجیح دے کر اختیار کیا ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں: وفی شرح الاثار عن ابی حنیفہ لاباس بالصدقات کلھا علی بنی ہاشم والحرمة للعوض وهو خمس الخمس فلما سقط ذالك بموته عليه الصلاة والسلام حلت لهم الصدقة قال الطحاوی وبه ناخذ (النبایہ شرح الہدایہ ۲۰۳/۴) وھكذا فی الکفایہ شرح الہدایہ۔

شرح آثار میں امام حنیفہؒ سے روایت ہے کہ بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اور حرمت کا

حکم خمس الخمس کی وجہ سے تھا مگر جب وہ آنحضرت ﷺ کی وفات سے ساقط ہوا تو ان کے صدقات جائز ہوئے امام طحاوی فرماتے ہیں اور اسی کو ہم لیتے ہیں۔

اور یہی قول علامہ عمر بن نجیم نے النہر الفائق ۴۲۸/۱ اور صاحب تفسیر روح البیان نے تفسیر روح البیان ۳۳۸/۳ میں ذکر کیا ہے۔

دکتر یوسف قرضاوی نے امام محمدؒ سے بھی کتاب الآثار کے حوالہ سے اسی قول کی ترجیح نقل کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ وفی الآثار للمحمد وعن الامام روا تان قال محمد: وبالجواز ناخذ لان الحرمة مخصوصة بزمانه عليه الصلوة والسلام (فقہ الزکوٰۃ ۷۳/۲) اور کتاب الآثار میں ہے کہ امام صاحبؒ سے اس بارے میں روایات ہیں۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہم جواز کو لیتے ہیں اس لئے کہ حرمت آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے ساتھ خاص تھی۔

اور یہی بات صاحب مجمع الأنهر نے بھی لکھی ہے۔ وفی الآثار وعن الامام روا تان وبالجواز ناخذ لان الحرمة مخصوصة بزمانه عليه السلام (مجمع الأنهر ۳۳۱/۱)

اور الآثار میں ہے کہ امام صاحبؒ سے اس بارے میں دو روایات ہیں اور جواز کو ہم لیتے ہیں اس لئے کہ حرمت آنحضرت ﷺ کے ساتھ خاص تھی۔

اور صاحب الغف فی الفتاویٰ نے بھی امام صاحب سے بدون اختلاف یہی قول نقل کیا ہے آپؒ کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب نف کے ہاں یہ رائے رائج ہے اس لئے کہ آپؒ نے بغیر کلام کئے امام صاحب کی طرف منسوب کیا ہے فرماتے ہیں۔ والخامس الى بنی ہاشم فی قول ابی یوسف ومحمد وابی عبد اللہ ویجوز فی قول ابی حنیفہ (الغف فی الفتاویٰ ص ۱۲۹) پانچویں نوع وہ جن کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں بنی ہاشم ہے امام ابو یوسف، امام محمد اور امام ابو عبد اللہ کے ہاں یہی رائے ہے البتہ امام ابو حنیفہ کے قول کے مطابق ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

اور اسی کو صاحب نور الہدیٰ نے بھی ترجیح دی ہے فرماتے ہیں، والحرمة لبني هاشم في عهد النبي للعوص وهو خمس الخمس فلما سقط ذلك بموته هل لهم الصدقة فانهم ان لم يصل اليهم واحد منهما هل كواجوعا فيجوز الدفع اليهم دفعا للضرر ا عنهم كذا في تحقيق الهداية وهكذا في النهاية (فتاویٰ نور الہدیٰ ص ۷۲)

بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ کی حرمت آنحضرت ﷺ کے زمانے میں عوض کی وجہ سے تھی جو ان کو خمس الخمس کی صورت میں ملتا تھا، لیکن جب آنحضرت ﷺ کے بعد بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ کی ضرورت کی وجہ سے ان کو صدقہ

واجب دینا جائز ہے۔ اگر دونوں میں سے کوئی ایک بھی انکے حاجت مند افراد کو نمل جائے تو وہ ہلاک ہو جائیں گے۔

(۳) تیسری رائے یہ ہے کہ ہاشمی ہاشمی سے تو زکوٰۃ لے سکتا ہے مگر دوسروں سے نہیں لے سکتا۔ چنانچہ علامہ عینیؒ نے لکھا ہے وروی ابن سماعة عن ابی یوسف انه قال لا بأس بصدقة بنی ہاشم بعضہم علی بعض ولا یری الصدقة علیہم ولا علی موالیہم من غیرہم (البنایہ شرح الحدیث ۲۰۳/۲)

علامہ ابن سمانہ امام ابو یوسفؒ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ہاشمی کا دوسرے بعض ہاشمیوں سے صدقہ لینا جائز ہے البتہ غیر ہاشمی سے ہاشمی اور ان کے موالی کے لئے صدقہ لینے کو جائز نہیں سمجھتا اور یہی قول علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے بھی نقل کیا ہے وحکی فیہ ایضاً عن ابی یوسف انها تحل من بعضہم لبعضہم لا من غیرہم (فتح المصنوع ۹۹/۳) کہ امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ بے شک ہاشمیوں کا ایک دوسرے سے زکوٰۃ لینا جائز ہے البتہ غیر سے نہیں۔

اور امام ابن سمانہؒ نے بھی لکھا ہے، وعن ابی یوسف انه یجوز ان یدفع بعض بنی ہاشم الی بعض زکاتہم، (فتح القدیر ۲۲/۲)

امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ مالدار ہاشمیوں کا اپنے غریب ہاشمیوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

امام ابو حنیفہؒ سے بھی اس قسم کی ایک روایت منقول ہے۔ چنانچہ صاحب مجمع الأنهر فرماتے ہیں کہ روی ان الهاشمی یجوز لہ دفع زکاتہ الی الهاشمی مثله (مجمع الأنهر ۳۳۱/۱) امام سے روایت ہے کہ ان کے ہاں ہاشمی اپنے ہم مثل ہاشمی کو زکوٰۃ دے سکتا ہے۔

اور شرح الیاس میں ہے کہ والہاشمی یجوز لہ ان یدفع الزکوٰۃ الی الهاشمی مثله عند ابی حنیفہؒ۔

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایک ہاشمی کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے دوسرے ہاشمی کو زکوٰۃ دے۔

اگرچہ صاحب ینایع نے امام ابو یوسفؒ سے روایت بالا کے خلاف نقل کیا ہے۔ وفی ینایع یجوز للہاشمی ان یدفع زکاتہ للہاشمی عند ابی حنیفہؒ ولا یجوز عند ابی یوسف (عمدة القاری ۸۱/۹) ینایع میں ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو زکوٰۃ دے سکتا ہے مگر قاضی ابو یوسفؒ کے نزدیک ایسا کرنا جائز نہیں۔

(۴) چوتھی رائے یہ ہے کہ بنی ہاشم کے لئے صدقہ واجبہ صدقہ نفلی صدقہ اور وقف سب ناجائز ہے اور اسی کو علامہ رشید احمد گنگوہیؒ نے ترجیح دی ہے، فرماتے ہیں قال الذیلعلی علی الكنز لا فرق بین الصدقة الواجبة والتطوع وکذا الوقف لا یحل فیہ (المکتاب النورانی ۲۲/۱)

علامہ زلیعی فرماتے ہیں کہ صدقہ نفلیہ اور واجبہ میں کوئی فرق نہیں اسی طرح ان کے لئے وقف بھی جائز نہیں علامہ گنگوہیؒ فرماتے ہیں والصدقة تعم الفرض والنفل فان صدقة التطوع وان لم يساوالفرض فى الوسخ فلا تخلوا عن الوسخ فمافى الهداية من تخصيص الكراهة بالفرض غير سديد (الکواکب الدرری ۲۴۱/۱) کہ صدقہ عام ہے جو فرض اور نفل سب کے لئے عام ہے، اگر نفل فرض کے ساتھ وسخ (میل) میں برابر نہیں مگر میل سے بالکل خالی بھی تو نہیں، اس لئے صاحب ہدایہ کا کراہت کو صرف فرض کے ساتھ مخصوص کرنا صحیح نہیں۔

تنبیہ:

مگر حضرت گنگوہیؒ کی ترجیح اور علامہ زلیعیؒ کا قول قابل غور ہے اس لئے کہ نفلی صدقہ کی اجازت اجماعاً ہے۔ چنانچہ اس ترجیح پر تبصرہ کرتے ہوئے شیخ زکریاؒ نے لکھا ہے: قلت ولم يتفرد صاحب الهداية بذلك بل نقل ابن عابدين عن البصرى عدة كتب اذ النفل جائز لهم اجماعاً (حاشیہ الکوکب الدرری ۲۴۱/۱) میں کہتا ہوں کہ اس میں صاحب ہدایہ اکیلے نہیں بلکہ علامہ ابن عابدینؒ نے بحر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ نفلی صدقہ ان کے لئے اجماعاً جائز ہے۔

(۵) پانچویں رائے یہ بھی ہے کہ بنو ہاشم صرف صدقہ نفلیہ اور اوقاف دینا جائز ہے باقی نہیں جیسا کہ علامہ سرحدیؒ نے لکھا ہے، وفى المبسوط يجوز دفع صدقة التطوع والوقف الى بنى هاشم (البنایۃ شرح الہدایہ ۲۰۳/۴) مبسوط میں ہے کہ بنو ہاشم کو صرف صدقہ نفلی اور اوقاف دینا جائز ہے۔

اگرچہ بعض فقہاء احناف نے اوقاف کی حلت میں اس قید کا اضافہ کیا ہے کہ بنو ہاشم کے لئے صرف وہ اوقاف حلال ہیں۔ جو بنو ہاشم کے نام سے پہلے سے موسوم کئے گئے ہوں ورنہ مطلقاً وقف بھی ان کے لئے جائز نہیں۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ظاہر الروایۃ کے مطابق تو بنو ہاشم اور سادات کو زکوٰۃ یا دیگر صدقات واجبہ دینا جائز نہیں۔ مگر تاہم الروایۃ کے مطابق آنحضرتؐ کی وفات کے بعد جب خمس الخمس جو ان کو زکوٰۃ و دیگر صدقات واجبہ کے عوض ملتا تھا منقطع ہوا۔ تو اب بھی اگر ان کو زکوٰۃ یا دیگر صدقات سے بھی محروم رکھا جائے اور وہ بھی ایسے وقت میں کہ لوگ نفلی صدقات تو درکنار کہ فرض زکوٰۃ کی ادائیگی میں لیت و لعل سے کام لیتے ہیں اور اس سے بچنے کے لئے سوہانے تلاش کرتے ہیں، اگر ان کو صدقات واجبہ دینے کی اجازت نہ دی جائے تو لازماً خاندان رسول اللہؐ کے غریب لوگ، مالدار اور صاحب ثروت افراد کے سامنے دست سوال پھیلائیں گے جو انتہائی ذلت و رسوائی کا کام ہے، حالانکہ بنو ہاشم اور سادات باعزت لوگ ہیں اور مسلمانوں، ان کی عزت کو، ان کا مذہب ہی پر ضرب ہے، زکوٰۃ کی وصولی، سوال اور گداگری کے سامنے ذلت نہیں اس لئے موجودہ حالات کے پیش نظر سادات کو زکوٰۃ دینا ہی چاہیے۔ اگرچہ یہ رائے ظاہر الروایۃ

کے خلاف ہے مگر ضرورت و حاجت کے تحت غیر ظاہر الروایۃ کو بھی ترجیح دی جاسکتی ہے۔ فقہ حنفی میں بہت سارے ایسے مسائل موجود ہیں جن کو ظاہر الروایۃ کے مقابل میں متاخرین فقہاء کرام نے ضرورت و حاجت کے تحت ترجیح دی ہے حالانکہ ان مسائل کی ذاتی حیثیت نادر الروایۃ کی ہو یا وہ متاخرین فقہاء کرام کے فتاویٰ۔

غیر ظاہر الروایۃ مسائل:

مثلاً شفعہ میں طلب اشہاد کے بعد طلب خصومت میں خواہ کتنی ہی تاخیر ہو جائے تو ظاہر الروایۃ کے مطابق امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کا مذہب یہ ہے کہ شفعہ صحیح ہے۔ شفع کا حق اس تاخیر سے ساقط نہیں ہوتا جبکہ امام محمدؒ کے نزدیک طلب خصومت میں بلا عذر شرعی ایک مہینہ تاخیر کرنا حق شفعہ کو باطل کر دیتا ہے۔ اس مسئلہ میں اگرچہ امام محمدؒ، امام زفرؒ کا قول غیر ظاہر الروایۃ ہے، مگر متاخرین فقہاء کرام نے لتغییر احوال الناس کی وجہ سے امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ دیا ہے۔ علامہ شامی لکھتے ہیں۔ الفتویٰ الیوم علی قول محمد لتغییر احوال الناس فی قصد الارارویۃ ظہرات افتاھم بخلاف ظاہر الروایۃ لتغییر الزمان فلا یرجخ ظاہر الروایۃ علیہ (رد المحتار ۶/۲۲۶)

اسی طرح ظاہر الروایۃ کے مطابق عورت کا ظاہر کف ستر کے حکم میں داخل ہے لیکن ضرورت کی وجہ سے علامہ قاضی خان نے لکھا ہے کہ وہ ستر کے حکم میں نہیں علامہ شامیؒ نے شرح منیہ کے حوالہ سے لکھا ہے۔ فکان هو الاصح وان کان غیر ظاہر الروایۃ (رد المحتار ۶/۳۰۶) یہ زیادہ صحیح ہے اگرچہ یہ روایت غیر ظاہر الروایۃ ہے۔ بلکہ ضرورت کے وقت ضعیف روایت کو بھی مفتی یہ بنایا جاسکتا ہے۔ علامہ ابن نجیمؒ کے البحر الرائق نے باب الحیض میں حیض کے الدان الدعاء کے متعلق مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔ وفی المعراج عن فخر الاثمۃ نوافتی مفت یشئی من هذا الاقوال فی مواضع الضرورة طلبا لتیسیر کان حسنا (البحر الرائق ۲/۳۳۵)

کہ المعراج میں فخر الاثمۃ سے مروی ہے کہ اگر کوئی مفتی ان اقوال میں ضرورت کے وقت کسی قول پر تیسیر (آسانی) کے لئے فتویٰ دے تو یہ اچھا ہے۔ حضرت مفتی اعظم مفتی محمد شفیعؒ نے بھی اپنے رسالہ میں اس کو نقل کیا ہے۔ چنانچہ وہاں ملاحظہ ہو (جواہر الفقہ ۱/۱۶۲)۔

اور یہی اصول مفتی محمد سلیمان منصور پوری نے بھی لکھے ہیں کہ حنفیہ کے نزدیک ضعیف قول پر عمل کی ممانعت ایسے وقت میں ہے جبکہ ہوائے نفس کی بنیاد پر ضعیف کو اختیار کیا جا رہا ہو اس کے برخلاف اگر واقعی ضرورت متقاضی ہو تو حنفیہ بھی ضعیف قول پر عمل کرنے سے منع نہیں کرتے (فتویٰ نویسی کے رہنما اصول۔ ص۔ ۲۱۸) (جاری ہے)